پیغامِ امامِ حسین رضی اللہ عنہ

۶ محرم ۱۴۴۴ھ
۵ اگست 2022ء

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان

مرکزی دفتر: جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور
042-37374429 0315-7374429
alnizamia7374429@gmail.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ، أَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ o الَّذِیۡنَ اِذَاۤ اَصَابَتۡهُمۡ مُّصِیۡبَةٌ ۙ قَالُوۡۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ o اُولٰٓئِکَ عَلَیۡهِمۡ صَلَوٰتٌ مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَرَحۡمَةٌ ۟ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الۡمُهۡتَدُوۡنَ o [البقرۃ2:155–157]

انسانی تاریخ کے بہت سے واقعات مقاصد کا استعارہ بن چکے ہیں اور حصولِ مقاصد کے لیے اُن واقعات سے منسوب دنوں کو قومی اور بین الاقوامی سطح پر اہم سمجھا جاتا ہے۔ پاکستان سمیت دنیا بھر میں اِس طرح کے کئی دن ہر سال منائے جاتے ہیں۔

آج سے تین سال قبل پانچ اگست (2019ء) کو بھارت نے مقبوضہ کشمیر کی خصوصی حیثیت ختم کر دی تھی، اِس مناسبت سے ہم بطورِ مثال کشمیر کا ایک دن لیتے ہیں.... 21 جون 1931ء کو تنظیمِ نوجوانانِ اسلام (Young Man's Muslim Association) نے ڈوگرہ سامراج کے دور میں ایک جلسہ ٔعام کا اہتمام کیا۔ اس جلسے میں عبد القدیر خان نامی ایک نواجوان نے پُرجوش انداز میں تقریر کی، جس سے آزادی کے حق میں اور ڈوگرہ سامراج کے خلاف ایک نیا جوش وجذبہ بیدار ہوا۔

عبد القدیر خان کو بغاوت کے مقدمہ میں گرفتار کر لیا گیا۔ 13 جولائی 1931ء کو سماعت کے موقع پر بے شمار کشمیری مسلمان اپنے بھائی سے اظہارِ یکجہتی کے لیے جمع ہوئے، اتنے میں نمازِ ظہر کا وقت ہوا تو ایک نوجوان نے اذان شروع کی، اُدھر سے ڈوگرہ فورس نے گولی چلادی جس سے وہ نوجوان شہید ہو گیا۔ فوراً جذبہ ٔایمانی سے سرشار ایک دوسرا نوجوان اُٹھا اور اپنے پیش رَو کی جگہ کھڑے ہو کر اذان کے اگلے کلمات کہنے لگا، اُسے بھی گولی ماری گئی جس سے وہ بھی شہید ہو گیا۔ پھر تیسرا نوجوان اُٹھا، اِسی طرح چوتھا، پانچواں... اور یوں ایک اذان کو مکمل کرنے کے لیے امامِ حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے نقشِ قدم پر چلنے والے بائیس فرزندانِ توحید نے جامِ شہادت نوش کیا۔

یہ واقعہ جرأت وبہادری اور جذبہ ٔآزادی کا استعارہ بن گیا... آج تک 13 جولائی کو کشمیر سمیت دنیا کے مختلف علاقوں میں "یومِ شہدائے کشمیر" منا کر ایمانی جذبات کو تازہ کیا جاتا ہے۔[1]

10 محرم الحرام بھی ایک عالمی دن ہے، جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے کئی مقرب بندوں کی یادیں وابستہ ہیں، بالخصوص اِس دن نواسہ ٔرسول، امامِ عالی مقام سیدنا حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے بے مثال استقامت کے ساتھ حق کی خاطر اپنی اور اپنے خاندان کے دیگر افراد کی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ یہ دن جرأت واستقامت کا ایک حسین استعارہ ہے جو اہلِ ایمان کے ایمانی جذبات کو تازہ کرتا ہے۔

چنانچہ آج کے خطبہ میں سیدنا امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظیم الشان قربانی اور اُس کے پیغام سے متعلق کچھ گفتگو ہو گی۔

---

[1] مزید دیکھیے: http://www.pakistankakhudahafiz.com/opinion/%D8%AA%DB%8C%D8%B1%D8%A7-%D8%AC%D9%88%D9%84%D8%A7%D8%A6%DB%8C%D8%8C-%DA%A9%D8%B4%D9%85%DB%8C%D8%B1%DB%8C%D9%88%DA%BA-%DA%A9%DB%92-%D8%AF%D9%90%D9%84%D9%88%DA%BA-%D9%BE%DB%81-%D8%B1%D9%82%D9%85-%D8%AA/

سوانحی خاکہ

سِبطِ مصطفیٰ، سید الشہداء، اِمام ہُمام،[1] ابو عبد اللہ سیدنا حسین بن علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہجرتِ نبویہ کے چوتھے سال پانچ شعبان المعظم[i] کو مدینہ طیبہ میں پیدا ہوئے۔ سرکارِ اقدس ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے گھٹی عنایت کی، دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر فرمائی۔ ساتویں روز عقیقہ کرنے اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرنے کا حکم فرمایا۔ مولی المسلمین کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے جعفر نام تجویز کیا تھا، مگر رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر اُسے تبدیل کر کے حُسین منتخب فرمایا۔[2]

امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تقریباً سات سال سرکارِ اقدس ﷺ کی ظاہری حیاتِ اقدس میں آپ کا پیار پایا... کبھی گود میں بیٹھتے، کبھی سینۂ اقدس سے چمٹتے، کبھی کاندھوں پر سوار ہوتے، رسول اللہ ﷺ کبھی اُنھیں چومتے، کبھی سونگھتے اور ایسی محبت سے نوازتے کہ اُسے پڑھنے اور سننے سے ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ وصالِ نبوی کے بعد خلفائے راشدین علیہم الرضوان کی آنکھوں کا تارا رہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی عمر شریف 36 برس تھی جب رمضان المبارک، 40ھ میں مولی المسلمین سیدنا علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی شہادت ہوئی۔ پھر تقریباً 20 سال سلطانِ اسلام سیدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منظورِ نظر رہے۔

56 سال، 5 ماہ اور 5 دن کی عمر مبارک میں 10 محرم الحرام 61ھ کو جمعۃ المبارک کے دن عراق کے شہر کوفہ کے قریب میدانِ کربلا میں جام شہادت نوش کیا۔

واقعۂ کربلا اور پیغامِ امامِ حسین رضی اللہ عنہ کی اہمیت

واقعۂ کربلا اور اُس میں سیدنا امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو پیغام دیا، اُس کی اہمّیت کا اندازہ اِس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ خود سیدِ عالم ﷺ نے کئی بار اِس کا تذکرہ فرمایا، بلکہ اپنے خاندانِ ذیشان اور بالخصوص شہزادۂ والا شان کو اِس کے لیے تیار کیا۔

دس محرم الحرام کو دنیا بھر کے مسلمان امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر خیر کرتے ہیں اور مختلف طریقوں سے اُن کے ساتھ

---

[1] ہاء پر پیش، میم شد کے بغیر۔ اہلِ علم نے لکھا بہادروں کے چار درجے ہیں: (1) ہُمام۔ (2) مِقْدام۔ (3) بَاسِل۔ (4) بَطَل۔ (الفروسیۃ لابن القیم، ص: 503)

[2] عَنْ عَلِيٍّ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمَّى ابْنَهُ الْأَكْبَرَ بِاسْمِ عَمِّهِ حَمْزَةَ، وَسَمَّى حُسَيْنًا بِعَمِّهِ جَعْفَرٍ، فَدَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: «إِنِّي قَدْ أُمِرْتُ أَنْ أُغَيِّرَ اسْمَ هٰذَيْنِ» فَقَالَ: اَللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَسَمَّاهُمَا حَسَنًا وَحُسَيْنًا۔ (المستدرك، حديث: 7734)

اِظہارِ محبت کرتے ہیں، مگر ایسے افراد کی تعداد بہت کم ہے جو امامِ عالی مقام کی عظیم الشان استقامت سے کچھ سیکھنے اور اُس کے ذریعے اپنے کردار میں تبدیلی لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہمیں شدت کے ساتھ اِس بات کی ضرورت ہے کہ ذکرِ امامِ حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے ساتھ ساتھ فکرِ امامِ حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو بھی عام کریں۔

تذکرۂ کربلا: اُمّ المؤمنین سیدتنا اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: ایک مرتبہ حَسَنَیْنِ کریمَیْن رضی اللہ تعالیٰ عنہما میرے حجرہ میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سامنے کھیل رہے تھے، جبریل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور شہیدِ کربلا کی طرف اِشارہ کرکے عرض کی: یَا مُحَمَّدُ! إِنَّ أُمَّتَكَ تَقْتُلُ ابْنَكَ هٰذَا مِنْ بَعْدِكَ۔ یعنی یارسول اللہ، صلّی اللہ علیک وسلم! آپ کے وصال کے بعد آپ کی اُمّت آپ کے اِس شہزادے کو شہید کردے گی۔ چنانچہ رحمتِ عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی مبارک آنکھوں سے موتی ٹپکنے لگے اور آپ نے شہزادے کو سینے سے لگالیا۔ پھر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کچھ مٹی سونگھی اور مجھے (اُمّ المؤمنین کو) عطا فرمائی اور کربلا کو یاد کرکے فرمایا: يَا أُمَّ سَلَمَةَ إِذَا تَحَوَّلَتْ هٰذِهِ التُّرْبَةُ دَمًا فَاعْلَمِي أَنَّ ابْنِي قَدْ قُتِلَ۔ ”اُمّ سلمہ! جب یہ مٹی خون ہوجائے تو جان لینا کہ میرا بیٹا شہید ہوگیا ہے۔“

چنانچہ اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ مٹی محفوظ کرلی اور بار بار اُسے دیکھ کر کہتیں: إِنَّ يَوْمًا تَحَوَّلِيْنَ دَمًا لَيَوْمٌ عَظِيْمٌ۔ یعنی جس دن یہ مٹی خون بن جائے گی وہ بہت بڑا (ہولناک) دن ہوگا۔ (المعجم الکبیر، حدیث: 2817)

پیغامِ امامِ حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ... حق پرستی

حق پرستی کی اہمیت: سرکارِ دوعالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حسین تعلیمات میں سے یہ بھی ہے کہ انسان ہمیشہ حق کی حمایت کرے اور اِس سلسلے میں اپنے مفاد یا تعلق داری کو رکاوٹ نہ بننے دے۔ یعنی اگر انسان کو حق کی حمایت میں اپنا مفاد چھوڑنا پڑے یا مشکلات کا سامنا کرنا پڑے تو اُسے چاہیے کہ اپنا مفاد چھوڑ دے، مشکلات جھیل لے، مگر حق کا دامن نہ چھوڑے۔ اِسی طرح اگر اُس کے قبیلے، خاندان، اہلِ علاقہ اور پارٹی والے حق کے خلاف بات کریں تو اُن کی طرف داری نہ کرے۔ کربلا میں امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی استقامت باطل کے خلاف ڈٹ جانے اور حق کی پُرزور حمایت کرنے کی خوب صورت مثال ہے۔

عظیم الشان حسینی خطبہ: امامِ عالی مقام رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے کربلا کی طرف جاتے ہوئے ایک مقام پر خطبہ اِرشاد فرمایا۔ حمد وثنا کے بعد فرمایا: لوگو! رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ارشادِ مبارک ہے: «مَنْ رَأٰی سُلْطَانًا جَائِرًا مُّسْتَحِلًّا لِحُرُمِ اللهِ، نَاكِثًا لِعَهْدِ اللهِ، مُخَالِفًا لِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ يَعْمَلُ فِيْ عِبَادِ اللهِ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ، فَلَمْ يُغَيِّرْ مَا عَلَيْهِ بِفِعْلٍ وَّلَا قَوْلٍ كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يُّدْخِلَهُ مُدْخَلَهُ.» یعنی ”جو شخص ظالم حکمران کو دیکھے کہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو

حلال سمجھتا ہے، اللہ تعالیٰ کا عہد (اُس کے تاکیدی احکام کو) توڑتا ہے اور سنتِ رسول ﷺ کی خلاف ورزی کرتا ہے، بندگانِ خدا سے گناہ اور ظلم والا معاملہ کرتا ہے، اِس کے باوجود وہ حسبِ استطاعت طاقت یا زبان کے ذریعے اُس ظالم بادشاہ کے اِن برے کاموں کو روکنے کی کوشش نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اِسے بھی اُس ظالم بادشاہ والی جگہ پہنچائے گا۔"

یہ فرمانِ نبوی سنانے کے بعد امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یزیدی یہ تمام کرتوت کر رہے ہیں، مَیں نواسہ ٔرسول ﷺ ہوں، سب سے زیادہ میرا حق بنتا ہے کہ مَیں اللہ تعالیٰ کے احکامات کی خلاف ورزی روکنے کی کوشش کروں۔

(تاریخ الرسل والملوک[تاریخ طبری]ج:5،ص:403،دارالتراث۔ الکامل فی التاریخ لابن اثیر،ج:3،ص:159،دارالکتاب العربی)

آپ کے خطبہ ٔمبارکہ کا یہ جملہ: وَأَنَا أَحَقُّ مَنْ غَيَّرَ۔ "میرا حق سب سے زیادہ ہے کہ مَیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کا راستہ روکوں" یہ بات واضح کرتا ہے کہ یزید کی بیعت قبول نہ کرنے اور کربلا شریف کی طرف تشریف لے جانے کا مقصد یہی تھا باطل مٹ جائے اور حق کا بول بالا ہو۔

استقامتِ حسین: امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے یزیدیوں کا صرف ایک ہی مطالبہ تھا کہ یزید کی بیعت کرکے اُس کی حکومت کو قبول کرلیں۔ ظاہر ہے کہ اگر بیعت کرلیتے تو نہ صرف آپ کی جان محفوظ رہتی، بلکہ آپ کو حکومت کی طرف سے مراعات بھی ملتیں، لیکن اِس کا نقصان یہ تھا کہ امامِ عالی مقام کی بیعت سے یزیدیوں کے سیاہ کرتوتوں کی تائید ہوتی۔ چنانچہ امامِ عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خاندان کے ساتھ ساتھ اپنی جان کو بھی قربان کر دیا، مگر ظالم کی حمایت نہ کی۔

ہماری حالتِ زار: اِس وقت پوری اُمّتِ مسلمہ اپنے اپنے مفادات کے پیچھے پڑی ہے اور کسی کو بھی حق کا جھنڈا بلند کرنے کی فکر نہیں، حق کی خاطر مفادات کو قربان کرنا تو کجا! سبھی مسلم حکمران مفادات حاصل کرنے کے لیے باطل کے ساتھ اتحاد کیے ہوئے ہیں۔

گزشتہ کچھ ماہ سے پاکستان کا سیاسی ٹمپریچر کافی زیادہ ہے، تمام سیاسی جماعتیں اپنی حکومت بنانے اور دوسروں کی حکومت گرانے کے چکر میں ہیں، بے چارے سیاسی ورکرز اپنی اپنی پارٹیوں کے لیے صبح شام خون پسینہ ایک کیے ہوئے ہیں۔ عوام کا رویّہ بھی عجیب ہے کہ الیکشن کے بعد کم و بیش پانچ سال تک جنھیں کوستے ہیں انتخابات میں پھر اُنہی کو ووٹ دیتے ہیں۔

امامِ عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظیم الشان قربانی ہمیں سکھاتی ہے کہ اپنے گھر اور دفتر سے لے کر ملکی اور بین الاقوامی سطح تک ہمیشہ حق کی حمایت کرنی چاہیے اور اِس سلسلے میں اپنے مفادات یا تعلق کو رکاوٹ نہیں بنانا چاہیے۔

ظالم کا حمایتی: سیدنا ابو اُمامہ صُدیّ بن عَجلان باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: «مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَبْدٌ أَذْهَبَ آخِرَتَهُ بِدُنْيَا غَيْرِهِ.» یعنی "قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی

بارگاہ میں جو لوگ بدترین درجہ پر ہوں گے، اُن میں ایک شخص وہ ہے جس نے دوسرے کی دنیا (دنیاوی مفادات) کی خاطر (اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور) اپنی آخرت کو تباہ کر دیا۔" (سنن ابن ماجہ، حدیث: 3966)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جانِ عالم ﷺ سے یہ الفاظ روایت کیے: إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ نَدَامَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ بَاعَ آخِرَتَهُ بِدُنْيَا غَيْرِهِ۔ "قیامت کے دن سب سے زیادہ شرمندہ وہ شخص ہو گا جس نے دوسرے کی دنیا کے عوض اپنی آخرت بیچ دی" (دوسرے کے دنیاوی مفاد کو پورا کرنے کے لیے اپنی آخرت کا سودا کر دیا)۔ (التاریخ الکبیر للبخاری، حدیث: 1927)

نبوی تربیت: رسول اللہ ﷺ نے یہ سوچ عطا فرمائی ہے کہ اپنے تعلق والے کی بے جا حمایت کرنا اُس سے تعاون نہیں، بلکہ درحقیقت اُسے ہلاکت میں ڈالنا ہے؛ کیونکہ اِس طرح ظالم اور اُس کا حمایتی دونوں ہی گناہ گار اور مستحقِ نار ہوں گے۔ اپنے تعلق دار کی حقیقی مدد یہ ہے کہ اُسے ظلم سے روکے؛ تاکہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی ناراضی سے بچ جائے اور یہ حمایت کرنے والا بھی۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے رحمتِ عالم ﷺ سے روایت کیا: «اُنْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا۔» "اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرو، خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔" ایک شخص نے عرض کی: يَا رَسُوْلَ اللهِ! أَنْصُرُهُ إِذَا كَانَ مَظْلُومًا، أَفَرَأَيْتَ إِذَا كَانَ ظَالِمًا كَيْفَ أَنْصُرُهُ؟ یارسول اللہ، صلّی اللہ علیک وسلّم! جب میرا بھائی مظلوم ہو تب تو مَیں اُس کی مدد کروں گا، لیکن اگر وہ ظالم ہو تو کیسے اُس کی مدد کروں؟ ارشاد فرمایا: «تَحْجُزُهُ أَوْ تَمْنَعُهُ مِنَ الظُّلْمِ فَإِنَّ ذٰلِكَ نَصْرُهُ۔» "اُسے ظلم کرنے سے روکو، یہی اُس کی مدد ہے۔" (وہ ظلم سے رک جائے تو شیطان کے جال اور سزا سے بچ جائے گا)۔ (صحیح بخاری، حدیث: 6952)

پیغامِ امامِ حسین رضی اللہ عنہ... صبر واستقامت

قرآن وسنت میں سکھایا گیا ہے کہ حالات جیسے بھی ہوں، مسلمان کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی رِضا پر راضی اور اُس کے حکم کا پابند رہنا چاہیے۔ مشکل حالات میں صبر اور استقامت اختیار کرنے والوں کا انعام ذکر کرتے ہوئے ربّ تعالیٰ نے فرمایا: وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ o الَّذِيْنَ إِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ o اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ۔ یعنی "اور (اے محبوب!) صبر کرنے والوں کو خوش خبری دیجیے o وہ لوگ کہ جب اُن پر کوئی مصیبت آتی ہے تو کہتے ہیں: ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم اُسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ o یہی وہ خوش نصیب ہیں جن پر اُن کے رب کی طرف سے دُرود (خصوصی نوازشات) ہیں اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔" [البقرۃ2:155تا157]

واقعۂ کربلا اللہ تعالیٰ کی رِضا پر صبر واستقامت کی بہت اعلیٰ مثال ہے۔

آخری رات شجاعت بھری وصیتیں: محرم الحرام کی دسویں رات... جب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ستر کے قریب نعشیں اُٹھا چکے تھے... آپ کی ہمشیرہ محترمہ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا شدتِ غم سے بے ہوش ہو گئیں۔ کچھ اِفاقہ ہونے پر امام حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنھیں تسلی دیتے ہوئے فرمایا: اِتَّقِي اللهَ وَتَعَزَّيْ بِعَزَاءِ اللهِ وَاعْلَمِي أَنَّ أَهْلَ الْأَرْضِ يَمُوتُونَ وَأَهْلَ السَّمَاءِ لَا يَبْقَوْنَ، وَأَنَّ كُلَّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَ اللهِ، أَبِيْ خَيْرٌ مِّنِّيْ وَأُمِّيْ خَيْرٌ مِّنِّيْ وَأَخِيْ خَيْرٌ مِّنِّيْ، وَلِيْ وَلَهُمْ وَلِكُلِّ مُسْلِمٍ بِرَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ۔ بہن! اللہ تعالیٰ سے ڈرتی رہنا اور اللہ کی رِضا پر راضی رہنا، یہ یقین برقرار رکھنا کہ تمام زمین والے وفات پائیں گے اور آسمان والے بھی ہمیشہ نہیں رہیں گے، ذاتِ باری تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز فنا ہو جائے گی۔ میرے والد گرامی، والدہ ماجدہ اور برادرِ مکرم، سبھی مجھ سے افضل تھے (اور اُن کی بھی وفات ہوئی ہے)۔ میرے لیے، اُن کے لیے اور ہر مسلمان کے لیے رسول اللہ ﷺ کی پیروی بہتر ہے۔

اس طرح کے مزید کلمات کے ذریعے اُنھیں تسلّی دینے کے بعد ارشاد فرمایا: يَا أُخَيَّةُ! إِنِّيْ أُقْسِمُ عَلَيْكِ لَا تَشُقِّيْ عَلَيَّ جَيْبًا، وَلَا تَخْمِشِيْ عَلَيَّ وَجْهًا، وَلَا تَدْعِيْ عَلَيَّ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُورِ إِنْ أَنَا هَلَكْتُ۔ یعنی بہن! مَیں تجھے قسم دیتا ہوں کہ میری شہادت کے بعد گریبان مت پھاڑنا، چہرہ نہ پیٹنا اور واویلا نہ کرنا۔

(البدایۃ والنھایۃ لابن کثیر، ج:8، ص:192، دار احیاء التراث۔ تاریخ الرسل والملوک [تاریخ طبری] ج:5، ص:420، دار التراث۔ الکامل فی التاریخ لابن اثیر، ج:3، ص:167، دار الکتاب العربی)

ذکرِ حسین اور درسِ استقامت: محرم الحرام میں بکثرت امامِ عالی مقام اور دیگر اہلِ بیتِ عظام علیہم الرضوان کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ یقیناً اُن کی جاں نثاری اور اپنے ربّ کی فرماں برداری ہے ہی ایسی کہ ہر بار اُس کا تذکرہ ایمان کو تازگی بخشتا ہے۔ شہادتِ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ تاجدارِ انبیا ﷺ اور فرشتوں کی سنت ہے۔ تاہم اِس حوالے چند باتیں اِصلاح طلب ہیں:

فقط مستند روایات کا ذکر: محرم الحرام ہو یا کوئی دوسرا مہینہ، امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا تذکرہ ہو یا کوئی اور موضوع، بہر حال یہ ضروری ہے کہ صرف اُنھی روایات کو بیان کیا اور سنا جائے جو مستند ہیں، دین کے اُصولوں کے مطابق ہیں اور محتاط علما نے اُنھیں اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔ جھوٹی تاریخی روایات بیان کرنا اور سننا حرام ہے، اِسی طرح ایسی باتیں بیان کرنا اور سننا جن سے عوام کے عقائد خراب ہوں اور بھی زیادہ زہرِ قاتل ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج:24، ص:514، ملخصًا)

شہادتِ مبارکہ سے متعلق ہمیشہ مستند علما کی گفتگو سننی چاہیے اور محتاط علما کی تحریرات پڑھنی چاہییں، جیسا کہ شاہ عبد العزیز محدثِ دہلوی علیہ الرحمہ کی سِرّ الشہادتین، نائبِ اعلیٰ حضرت صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ کی "سوانحِ کربلا"، اور اُستاذِ زمن، برادرِ اعلیٰ حضرت مولانا حسن رضا بریلوی علیہ الرحمہ کی "آئینۂ قیامت"۔

رونے کے لیے نہیں، استقامت کے لیے: امامِ عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادتِ مبارکہ کا ذکر کرنے اور سننے والوں میں ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہوتی ہے جن کا مقصد رونا یا رُلانا ہوتا ہے، یہ لوگ آپ رضی اللہ عنہ کو نہایت بے کس اور بے چارہ بنا کر پیش کرتے ہیں۔ وہ تو تمام بہادروں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت کے وارث ہیں، اللہ تعالیٰ کے شیر جناب حیدرِ کرّار کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ کے شہزادے ہیں، اُن کا ذکر ایسے انداز میں کرنا چاہیے کہ بزدل بھی بہادر ہو جائیں اور کم ہمّت لوگوں کی ہمت بھی بلند ہو جائے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کی تحریر کا خلاصہ ہے کہ اگر تذکرۂ شہادت سے مقصود غم پروری، بناوٹ اور رونا دھونا ہو تو یہ نیت شریعت میں پسندیدہ نہیں۔ شریعت مطہرہ نے غم میں صبر کرنے، اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے اور حتی الامکان اُس غم کو دُور کرنے کا حکم دیا ہے، نہ یہ کہ تکلّف کرکے غم لایا جائے اور اِسے ثواب سمجھا جائے۔ ہاں اگر اہلِ بیت عظام علیہم الرضوان کے فضائل و مناقب سے متعلق صحیح روایات بیان کی جائیں اور ضمناً اُن کے صبر واستقامت کا ذکر کرنے کے لیے شہادت کا تذکرہ ہو اور محبت کے تقاضے سے بے اختیار آنسو آجائیں تو حرج نہیں۔ (فتاوی رضویہ، ج:24، ص:515/487، ملخصاً)

کردار و پیغامِ امامِ حسین رضی اللہ عنہ... غریب پروری

اللہ تعالیٰ جَوَاد و کریم ہے اور جود و سخاوت کو پسند فرماتا ہے۔ اُس نے اپنے حبیبِ مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخلوق میں سب سے بڑا سخی بنایا ہے اور اُن کی عالی شان سخاوت کی جھلک اُن کے شہزادوں میں نظر آتی ہے۔

سیدی داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ کی تصنیفِ لطیف **کَشْفُ الْمَحْجُوب** کے مطابق ایک دن کوئی شخص امام حسین رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کہنے لگا: اے شہزادۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مَیں غریب وعیال دار ہوں، مجھے آپ کی بارگاہ سے آج رات کا کھانا چاہیے۔ آپ نے فرمایا: «بِنَشِیْن که ما را رِزْقے دَرْ راه است تا بیَارَنْد.» ''بیٹھو! ہمارا رزق راستے میں ہے، آجائے تو تجھے دیں گے۔'' کچھ دیر بعد سلطانِ اسلام سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے پانچ تھیلیاں پیش کی گئیں، ہر تھیلی میں (سونے کے) ایک ہزار دینار تھے۔ لانے والے نے کہا: حضرت معاویہ معذرت چاہتے ہیں، اُنھوں نے کہا ہے کہ یہ معمولی مقدار غریبوں میں خرچ فرمادیں، بعد میں اس سے زیادہ نذر پیش کی جائے گی۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشارہ فرمایا کہ یہ پانچوں تھیلیاں اِس درویش کو دے دی جائیں۔ چنانچہ وہ تھیلیاں اسے عطا کر کے فرمایا: «بَس دیر ماندی، و اینْ بَس بے خَطَرْ عَطَائے بُوْد که یَافْتِی، و اگر ما دانِسْتَیْمی که ایں مِقْدَار است تُو را اِنْتِظَارْ نَدَادِیْمی۔ مَا را مَعْذُوْرْ دَار؛ که ما از اھلِ بَلَایِیْمْ و از همه رَاحَتِ دُنْیَا بَازْ مانْدَهٔ ایم و مُرادْهائے دُنیائے خودْ گُمْ کَرْدَه ایم وَ زِنْدَگانِیْ بَه مُرادِ دِیْگَراں مِیْ بایَدْ کَرْد.» ''ہمارا عذر قبول کرنا، تجھے انتظار کرنا پڑا، اِس وقت یہ معمولی چیز ہی موجود تھی جو تمھیں دے دی ہے، اگر مجھے معلوم ہوتا کہ یہ اتنی معمولی رقم ہوگی تو تجھے انتظار میں نہ ڈالتا، ہم امتحان میں ہیں

اور ہم نے ہر طرح کی دنیاوی راحتوں کو چھوڑ دیا ہے، تمام دنیوی آرزوئیں ختم کر دی ہیں اور اپنی زندگی کو دوسروں کی تمنائیں پوری کرنے کے لیے وقف کر دیا ہے۔" (کشف المحجوب، باب ذکر أئمتهم من أهل البيت)

موجودہ صورتِ حال: پاکستان کے بہت سے علاقے جو پہلے ہی پس ماندہ تھے، حالیہ سیلاب میں وہاں بے پناہ نقصان ہوا ہے اور وہاں ہمارے بھائی سخت مشکلات کا شکار ہیں۔ اُن کے نقصان کا حتّی الامکان اِزالہ کرنا حکومتِ وقت کی ذمہ داری ہے، اِس کے ساتھ ساتھ صاحبِ ثروت مسلمانوں کو شہدائے کربلا کے ایصالِ ثواب کے لیے آگے بڑھنا چاہیے اور اِس مشکل گھڑی میں سیلاب زدگان کی دل کھول کر مدد کرنی چاہیے۔

پیغامِ امامِ حسین رضی اللہ عنہ... جاہلانہ اُمور سے اجتناب

ماہِ محرم الحرام کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت واِعزاز حاصل ہے۔ اِس مہینے میں کئی انبیائے کرام علیہم السلام کے واقعات رُونما ہوئے، بلکہ خود سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ واہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کئی یادیں اِس مہینے سے وابستہ ہیں۔

بالخصوص یومِ عاشورا (دس محرم) بہت فضیلت کا حامل ہے۔ سیدنا ابو قتادہ حارث بن ربعی رضی اللہ عنہ نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ الفاظ بھی روایت کیے: وَصِيَامُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ. یعنی "مجھے اللہ کی رحمت سے اُمید ہے کہ وہ دس محرم کا روزہ رکھنے پر گزشتہ ایک سال کے (صغیرہ) گناہوں کو معاف فرمادے گا۔ (صحیح مسلم، حدیث: 2803)
یعنی ایک سال کے صغیرہ گناہ معاف ہو جائیں گے اور اگر صغیرہ گناہ نہ ہوئے تو کبیرہ میں تخفیف ہو جائے گی۔

ہمارے معاشرے کا المیہ ہے کہ اِس عظمت اور فضیلت والے مہینے میں نوحہ، سوگ، امام حسین کا فقیر بن کر مانگنا، جوتا نہ پہننا، تعزیہ بنانا وغیرہ متعدد بے ہودہ، خلافِ شرع رسمیں رائج ہیں اور کئی قسم کے جاہلانہ خیالات پائے جاتے ہیں، حالانکہ امامِ حسین رضی اللہ عنہ نے اُمّت کی تربیت کے لیے شہادت سے پہلے اپنی ہمشیرہ محترمہ کو سب جاہلانہ کاموں سے بچنے کی تاکید فرمائی تھی، جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے۔

اُمّ المؤمنین سیدتنا اُمّ حبیبہ رَملَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والدِ ماجد سیدنا ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو تیسرے دن اُمّ المؤمنین نے خوشبو اور زرد رنگ منگوا کر استعمال کیا، یعنی زینت کی، پھر فرمایا: إِنِّي كُنْتُ عَنْ هٰذَا لَغَنِيَّةً، لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: «لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ، إِلَّا عَلَى زَوْجٍ، فَإِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا». یعنی مجھے زینت کی ہرگز حاجت نہیں تھی، مَیں نے صرف اِس لیے ایسا کیا ہے کہ مَیں نے جانِ جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "جو خاتون اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اُس کے لیے یہ جائز نہیں کہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے، البتہ بیوہ اپنے شوہر پر چار مہینے دس دن سوگ کرے گی۔" (صحیح بخاری، حدیث: 1280)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے لکھا: محرم الحرام کے ابتدائی 10 دنوں میں روٹی نہ پکانا، گھر میں جھاڑو نہ دینا، پرانے کپڑے نہ اتارنا (صاف ستھرے کپڑے نہ پہننا) سوائے امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کسی اور کو ایصالِ ثواب نہ کرنا اور مہندی نکالنا، یہ تمام باتیں جہالت پر مبنی ہیں۔ (فتاوی رضویہ، ج:24، ص:488 رضا فاؤنڈیشن)

صحابۂ کرام واہلِ بیتِ عظام علیہم الرضوان سے اِظہارِ محبت کا بہترین انداز یہ ہے کہ شریعت کے مطابق اچھے کام کرکے اُنھیں ایصالِ ثواب کیا جائے اور اُن سے متعلق صرف مستند واقعات پڑھے جائیں۔

حرفِ آخر

آج پانچ اگست یومِ استحصالِ کشمیر ہے، تین سال قبل اِسی تاریخ کو بھارت نے کشمیر کی خصوصی حیثیت ختم کرکے کشمیر کی آبادی کا تناسب بدلنے کا ناپاک منصوبہ شروع کیا تھا۔

کشمیری مسلمان ایک عرصے سے جس ہمت اور حوصلے کے ساتھ بھارتی مظالم کے مقابلے میں ڈٹے ہوئے ہیں بلاشبہ وہ لائقِ تحسین ہے، بالخصوص گزشتہ تین سال سے بھارتی فوج نے مقبوضہ کشمیر کو وہاں کے مسلمانوں کے لیے گویا ایک جیل بنا رکھا ہے، اِس کے باوجود وہ اپنے موقف سے ایک اِنچ بھی پیچھے نہیں ہٹے، یقیناً یہ ایمانی حرارت ہی کا نتیجہ ہے۔

یومِ عاشور جرأت واستقامت کا اِستعارہ ہے اور اِس بات کا سبق ہے ظالم کتنا ہی طاقت وَر کیوں نہ ہو، بالآخر اُس کا نام ونشان مٹ جاتا ہے اور حق والا کتنا ہی کمزور کیوں نہ، بالآخر اُسے ہی عزت ونصرت ملتی ہے۔ یہ دن جہاں مظلوموں کی ہمّت جواں کردیتا ہے وہیں اُمّتِ مسلمہ کے مفاد پرست حکمرانوں کو سبق دیتا ہے کہ حق کی خاطر ڈٹ جانا اور باطل سے اتحاد نہ کرنا حسینیوں کا شیوہ ہے اور باطل پرستی یزیدیوں کا کام ہے۔

اللہ تعالیٰ امامِ عالی مقام اور آپ کے رفقا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درجات میں کروڑوں بلندیاں عطا فرمائے اور ہمیں اُن کا پیغام سمجھنے، اُس پر عمل کرنے اور اُسے عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ کریم سیلاب زدگان کی مشکلات کو آسان فرمائے اور ہمیں اُن کی مدد کرنے کی توفیق سے نوازے۔ مالکِ قُدّوس مُلکِ پاکستان کو ہر قسم کے بحرانوں سے نجات دے اور کشمیر و فلسطین سمیت دنیا بھر کے دیگر مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے۔

آمین بجاہ النبیِّ الکریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم